بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جماعت ہائے احمدیہ امریکہ کا ترجمان

لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ

النُّور

دسمبر ۱۹۸۵ء

امیر و مبلغ انچارج : شیخ مبارک احمد

ادارہ تحریر : قریشی مقبول احمد

مفتی احمد صادق

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

بتاریخ 18 اکتوبر ۸۵ء بمقام مسجد فضل لندن

فرانس اور سپین کے دورہ کا ولولہ انگیز بیان

سفر فرانس

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ یورپ کا یہ سفر جو ایک ماہ، چار دن پر مشتمل تھا بہت مصروف اور خدا تعالیٰ کے فضلوں کے ساتھ بہت مفید گزرا۔ اس میں پانچ نئے مراکز کے افتتاح کی توفیق ملی۔ آخری مشن ماڈس جس کا افتتاح کیا گیا وہ فرانس کا تھا۔ اس کے افتتاح کیلئے جماعت انگلستان کو بھی شمولیت کی دعوت دی گئی مگر تیاری مکمل نہ ہونے اور پھر مقامی ڈپٹی میئر کا رویہ اچھا نہ ہونے کی وجہ سے صرف فرانس میں مقیم دوستوں کے ساتھ مل کر پر سوز دعاؤں کے ساتھ افتتاح کیا۔

فرمایا کہ فرانس سے جماعت احمدیہ کا رابطہ ۱۹۴۶ء میں پہلی مرتبہ ہوا اور پیرس میں ایک کرایہ کے مکان میں مشن قائم کیا گیا مگر 5 سال کے بعد بعض وجوہات کی بناء پر اسے بند کرنا پڑا۔ مبلغ سلسلہ کی رپورٹوں اور دیگر جائزوں کی بناء پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے یہ تبصرہ بھی فرمایا تھا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کی زمین احمدیت کیلئے فی الحال سنگلاخ ہے۔ فرمایا۔ سارے فرانس کیلئے تو میں یہ فتویٰ نہیں دیتا مگر پیرس کا مزاج دنیا پرستانہ اور متکبرانہ ہے لیکن فرانس کے دوسرے علاقوں کا مزاج بالکل مختلف ہے۔ بہرحال وہاں کے حالات کے ردِ عمل کا اظہار یہ ہے کہ اب ہم وہاں ایک نہیں بلکہ دو مراکز قائم کریں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ جنوبی فرانس میں ایک وسیع خطہ زمین لیکر خوبصورت مسجد اور مشن بنائیں گے۔ ہم وہ نہیں جن کے خمیر میں مایوسی ہو۔ فرانس چونکہ ایک غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے اور اسکے اثرات بعض دوسری قوموں پر بھی بہت گہرے ہیں اس لئے ہم اس کے دل ضرور اسلام کیلئے جیتیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

فرمایا کہ اس دورہ میں پانچ مراکز کے افتتاح کی توفیق ملی ہے اور چار جگہ ہمبرگ۔ میونخ۔ اٹلی اور غرناطہ میں نئی زمین خریدنے کیلئے سودے ہو رہے ہیں۔ امید ہے کہ اسی سال میں یہ زمینیں خرید کر ان پر تعمیر کا کام شروع ہو جائے گا۔

سفر سپین

سپین کے دورہ کے حالات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ غرناطہ میں نئے مشن کے قیام کا پروگرام ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے وہاں پر بہت مطالبہ ہے۔ لوگوں میں بہت دلچسپی نظر آتی ہے حتیٰ کہ میئرز اپنے اپنے علاقہ کے لوگوں کو باور کراتے ہیں کہ یہ مسجد ہمارے علاقہ میں بنائیں گے۔ اسی طرح جہاں ہم گئے لوگ بڑی طلب اور دلچسپی کے ساتھ ہماری باتیں سنتے رہے اور لٹریچر طلب کرتے رہے۔ حتیٰ کہ جتنا لٹریچر ہم وہاں لیکر گئے تھے

The Ahmadiyya Gazette and Annoor are published under the supervision of Maulana Sheikh Mubarak Ahmad, Ameer & Missionary Incharge, U.S.A., for the Ahmadiyya Movement in Islam, Inc., 2141 Leroy Place, N.W., Washington, D.C., 20008. Phone: (202) 232-3737

Printed at the Fazl-i-Umar Press, and distributed from Athens, Ohio 45701

Ahmadiyya Movement in Islam, Inc.
P. O. BOX 338
ATHENS, OHIO 45701

Non Profit Org.
U.S. POSTAGE
PAID
ATHENS OHIO
PERMIT #143

وہ سب ختم ہو گیا۔

فرمایا۔ سپین میں قیام دل پر غم کے گہرے اثرات چھوڑنے والا تھا۔ وہاں کثرت کے ساتھ مسجدوں کو گرجوں میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ وہاں کی فضا میں ماضی کی دردناک یادوں کے سائے ہیں جو گویا ذہنوں کو جھنجھوڑنے والے ہیں۔ لیکن یہ درد مایوسی پیدا کرنے والا نہیں بلکہ ارادوں کو انگیخت کرنے والا تھا۔

فرمایا۔ سپین میں دو پروگرام ہوئے۔ ایک پیدروآباد میں جہاں دو ہزار سے زائد خواص و عام مقامی لوگ حاضر ہوئے اور مختصر تقریر کے بعد انتہائی مؤثر اور کامیاب مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی جو بہت دیر تک جاری رہی اور بالآخر خود ہی ختم کرنی پڑی۔ دوسری غرناطہ میں جو مجلس ہوئی اس میں صرف خواص اور دانشوروں کو مدعو کیا گیا تھا۔ یہاں بھی سوال و جواب کی مجلس بڑی بھرپور اور مؤثر رہی۔ ان پروگراموں میں ٹیلیویژن، ریڈیو اور اخبارات کے نمائندے بھی آئے اور پروگرام ریکارڈ کیے۔

تبلیغ کے لیے نیا لائحہ عمل

فرمایا کہ سپین میں اب تبلیغی طرز عمل کو بدلنا ہوگا اور جس طرح واقفین عارضی وہاں جا کر کام کرتے ہیں اس سے رابطہ تو ہو جاتا ہے مگر تبدیلی پیدا نہیں ہوتی۔ اب ایک پروگرام کے مطابق دانشوروں سے رابطہ، ایک جگہ بیٹھ کر سوال و جواب کے پروگرام، ذاتی رابطے اور محنت کے ساتھ وہاں کام کرنا ہوگا۔ یہ نہیں کہ ایک جگہ گئے اور ہواؤں میں بیج پھینک دیا اور بعد میں اسکی خبر ہی نہ ہو بلکہ اب گویا ایک ایک درخت کاشت کرنا ہوگا اور اسکی آبیاری کرنا ہوگی اور امید ہے کہ اب یہ نیا لائحہ عمل مفید ثابت ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

غرناطہ کے واحد اسلامی قبرستان کی زیارت

فرمایا۔ اس سفر میں ایک نیا تجربہ یہ ہوا جو پہلے میرے ذہن میں نہیں آیا مکرم منصور احمد خان صاحب وکیل التبشیر جو اس دورہ میں بطور پرائیویٹ سیکرٹری بھی فرائض سرانجام دے رہے تھے، انہوں نے ذکر کیا کہ یہاں ایک لمبا عرصہ مسلمانوں کی حکومت کے قائم رہنے کے باوجود، ایک قبر کے آثار بھی نہیں ملتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ خیال خدا تعالیٰ نے اُن کے دل میں کسی خاص مقصد کیلئے ڈالا تھا۔ اس ذکر سے اگلے روز غرناطہ میں صبح کی سیر کیلئے ایک پہاڑی پر جانے کا پروگرام بنا۔ اس پہاڑی کے ابھی دو تہائی حصہ پر ہی تھے کہ مکرم ڈاکٹر منصور الٰہی صاحب نے بتایا کہ یہ سامنے ایک ہی مسلمانوں کا قبرستان ہے جو آج تک باقی ہے۔ چنانچہ جب اس کے اندر گئے تو بعض قبریں کچھ ٹھیک تھیں اور بعض گڑھوں کی صورت میں تبدیل ہو چکی تھیں۔ فرمایا۔ وہاں پر دعا کے وقت ایک خاص کیفیت طاری ہوئی۔ میرے لیے تو یہ ممکن نہ تھا کہ معلوم کر سکوں کہ ان میں سے کون سے اولین دور کے وہ غازی ہیں جنہوں نے یہاں عظیم الشان اسلامی سلطنت کو قائم کیا اور کون سے آخری دور کے وہ بدقسمت لوگ ہیں جنہوں نے اپنے ہاتھوں سے سپین کی اسلامی سلطنت دوسروں کے سپرد کر دی۔ بہرحال مجھے محسوس ہوا کہ اس مٹی میں دونوں قسم کے لوگوں کا خون ملا ہوا ہے

سپین میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا مقدس عہد

فرمایا۔

"اس وقت میں نے دعا کی کہ اے خدا! یہ لوگ تو مٹی ہو گئے ان کے ظاہری بدن تو مٹی ہو گئے! لیکن ان کی روحیں تیرے حضور زندہ ہیں۔ میری آواز تو براہ راست ان تک نہیں پہنچ سکتی لیکن میری آواز کو تُو ان تک پہنچا سکتا ہے۔ اس لیے آج میں ان کو ایک پیغام دیتا ہوں، تمام جماعت احمدیہ کی طرف سے۔ حضرت مسیح موعود ؑ کے خلیفہ کی حیثیت سے۔ حضرت مسیح موعود ؑ کی طرف سے، کہ اگرچہ تم مر گئے اور زیر زمین جا سوئے لیکن درحقیقت میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ تم نہیں بلکہ سارا سپین مر گیا۔ تم جو زندگی کے نشان تھے تم ہی وہ تھے جو اس چمنستان کی زینت تھے تمہارے دم قدم سے سپین کی آبادیاں تھیں تمہاری آوازوں کے ساتھ خدا کی تکبیر یہاں بلند ہوا کرتی تھی۔ تمہاری پیشانیوں پہ وہ نور تھا جو سجدہ کرنے والوں کی پیشانیوں کو عطا ہوا کرتا ہے۔ پس اگرچہ تم آج تہہ خاک جا سوئے ہو اور تمہارے ظاہری وجود کا کوئی نشان بھی باقی نہیں سوائے اُن گڑھوں کے جو بے نور آنکھوں کی طرح بے نور گڑھے دکھائی دے رہے ہیں اور بظاہر یہ اسلام کی موت دکھائی دیتی ہے

مگر میں تم سے وعدہ کرتا ہوں

کہ جس طرح حضرت ابو بکر صدیق رضؓ نے یہ معرفت کا نکتہ بیان کیا تھا کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر دو موتیں جمع نہیں ہو سکتیں، آپؐ کے ماننے والوں پر بھی دو موتیں جمع نہیں ہو سکتیں۔ اُن کے جسم تو مر سکتے ہیں مگر اُن کے دین کو نہیں مرنے دیا جائے گا پس میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ

ساری جماعت احمدیہ اس بات کا عہد کر رہی ہے اور اس عہد کو ہمیشہ نبھاتی رہے گی کہ جب تک اسلام دوبارہ سپین میں اُس سے بڑھ کر شان کے ساتھ دوبارہ زندہ نہ ہو جس طرح پہلی بار اسلام سپین میں زندہ ہوا تھا۔ ہم چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ ہم مسلسل جد و جہد کرتے رہیں گے۔ ہم مسلسل کوشش کرتے رہیں گے

ہم تو اس آقا کے غلام ہیں جس نے بیابان میں یہ عجیب ماجرا دکھایا تھا کہ صدیوں کے مُردوں کو، ہزاروں سال کے مُردوں کو، زندہ کر دیا تھا۔ وہ مُردے الٰہی رنگ پکڑ گئے تھے۔ آج بھی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان احیائے موتیٰ کے صدقے اور آپؐ ہی کے طفیل اس مُردہ سپین کو دوبارہ زندہ کر دیں گے۔

پس ہمارا انتقام تو وہی ہے جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ؐ کا انتقام تھا۔ اُس عفو کے شہزادے کا انتقام تھا۔ جو آپؐ پر سوت برسانے کی کوشش کرتے تھے، آپؐ انہیں زندگی عطا کرتے تھے۔
اے اسلام کے نام پر مارے جانے والو! ہم تمہاری خاطر تمہاری ہی طرف سے سارے سپین میں زندگی کا پانی بکھیریں گے اُن مردوں کو جو بظاہر سطح زمین پر بس رہے ہیں اور درحقیقت وہ قبرستان کا منظر پیش کر رہے ہیں اُن کو ہم زندہ کریں گے اور اُن میں دوبارہ اسلام کی روح کو دوڑتا ہوا اور پنپتا ہوا دیکھیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ پس سپین سے انشاء اللہ تعالیٰ دوبارہ ساری دنیا کیلئے اسلام کے مبلغ نکلیں گے اور تمام دنیا میں سپینش مسلمان اسلام کا جھنڈا بلند کرنے کیلئے عظیم الشان قربانیاں دینے لگے گا۔ یہ ہمارا مقصد اور ادّعا ہے۔

اور میں عہد کرتا ہوں کہ اے خدا! تو ہمیں توفیق عطا فرما کہ اس عہد کو پورا کرنے والے ہوں کہ اس قبرستان کو جو ظاہری مسلمانوں کا قبرستان ہے سارے سپین کیلئے زندگی کا سرچشمہ بنا دیں۔ آج اس قبرستان نے جو میرے دل کو زخمی کیا ہے اور جو میری روح کو چرکے لگائے ہیں، اے خدا! اس سے ایسے خون کی آبشار نکال، ایسے خون کے سوتے نکال کہ جو سارے سپین کو تر و تازہ کر دیں، جو اسلام کا نیا رنگ بھر دیں اور تیری محبت کا نیا رنگ بھر دیں اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام یہاں پیدا ہوں جو اسلام کیلئے ساری دنیا میں قربانیاں دینے لگیں۔"

دُنیا بھر میں سپینش مُبلّغین بھجوانے کا عزم

فرمایا۔ مجھے یہ خیال آیا اور میں یہ عہد کرتا ہوں کہ ہم یہ کوشش جاری رکھیں گے اور یہ کوشش کریں گے کہ انشاء اللہ تعالیٰ بالآخر تمام دنیا کے ہر خطے میں سپینش مبلغ بھجوائیں گے جو وہاں جا کر اسلام کی تبلیغ کریں گے۔ یہی انتقام تھا جو ہم اس قوم سے لے سکتے تھے اور یہی وہ انتقام ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ ؐ کے قدموں کو زیب دیتا ہے اور میں آپ کو اس لیے یہ بتا رہا ہوں کہ جب میں آپ کی طرف سے یہ عہد کر چکا ہوں تو آپ نے اس عہد کو نبھانے میں ہر ممکن میری مدد کرنی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ میرے دل کی آواز نہیں بلکہ ہر احمدی کے دل کی آواز تھی اور اگر آپ دعاؤں کے ذریعے اپنے اس عہد کو قائم اور زندہ رکھنے کیلئے خدا سے التجائیں کریں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ عہد ہمیشہ زندہ رہے گا اور اسکے عظیم الشان پھل ہمیں بھی عطا ہوتے رہیں گے اور اہل دنیا کو بھی عطا ہوتے رہیں گے۔"

مجلس عرفان حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مؤرخہ 22 جون [illegible] بروز ہفتہ بمقام مسجد فضل لندن

معراج، طالبعلم کا روزہ، حج قبل از ظہور نبویؐ، مشرکوں کے مسجد میں داخلے اور جنّوں پر ایمان کے متعلق سوالوں کے جوابات

★ سوال: آنحضرتؐ کا شبِ معراج میں اللہ تعالیٰ سے ملنا کس طرح بیان کیا جا سکتا ہے؟

جواب: فرمایا کہ جس طرح ایک انسان اپنے کسی عزیز دوست، بہن بھائی ماں باپ وغیرہ کے قریب ہوتا ہے ـــــ انسان جسمانی طور پر تو کسی کے بھی قریب ہو سکتا ہے مگر جب قلبی تعلق بڑھتا ہے تو انسان اپنے اس عزیز کو بہت ہی قریب محسوس کرتا ہے۔ ایسی ہی کیفیت معراج میں تھی۔ خدا تعالیٰ اپنے پیار اور محبت کے لحاظ سے اور صفات کی جلوہ گری کے اعتبار سے اتنا قریب ہو گیا کہ جمیع انبیاءؑ اور ملائکہ میں سے کسی کو یہ درجۂ قرب اور دیدارِ صفات نصیب نہیں ہوا۔

★ طالب علم کے روزہ رکھنے سے استثنا کے بارہ میں سوال پیش ہوا تو فرمایا کہ
اصل تو یہ ہے کہ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا
اسی طرح ایسے مزدور جو گرم دنوں میں روزہ رکھ کر اپنی روزی نہیں کما سکتے اور روزہ کی سختی اُن کی طاقت سے بڑھ جائے، وہ ٹھنڈے موسم کا انتظار کریں، کیونکہ سختی مقصد نہیں ہے۔ نہ ہی اُن کے لواحقین کو رزق سے محروم کرنا مقصود شریعت ہے۔ ایسی عبادت جو انسان کی مقدرت سے باہر ہو اُس سے اجتناب کرنا چاہیئے لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ اِس رخصت کا غلط استعمال ہو اور بہانے تلاش کیے جائیں۔ یہ فیصلہ ہر فرد پر اُس کے اپنے حالات کے مطابق ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے حال سے خوب باخبر ہے۔

★ سوال: کیا آنحضرتؐ سے پہلے بھی حج ہوتا تھا؟

جواب: فرمایا کہ حج کی ابتداء حضرت ابراہیمؑ سے نہیں ہوئی بلکہ آپؑ سے پہلے بھی حج جاری تھا۔ چنانچہ حضرت ابن عربیؒ کا ایک کشف ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ ہر زمانے کے آدم نے حج کیا نیز فرمایا کہ آیت کریمہ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ سے بھی پتہ چلتا ہے کہ خانہ کعبہ حضرت ابراہیمؑ سے بھی بہت پہلے کا تھا اور خدا کی عبادت کا پہلا گھر تھا۔ پس آنحضرتؐ نے اسکی بنیاد نہیں ڈالی بلکہ اسکی بنیادیں جو پہلے سے قائم تھیں، اُنہی بنیادوں پر از سرِ نو یہ گھر کھڑا کیا گیا تھا۔

★ مشرک کا مسجد حرام میں داخلہ: آیت کریمہ
انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامھم ھذا
کے متعلق سوال ہوا ـــــ تو فرمایا کہ آنحضرتؐ کے زمانہ میں عیسائی اور کفار آنحضرتؐ کے پاس مسجد میں آتے تھے۔ صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہؐ! قرآن کریم میں تو آیا ہے کہ انما المشرکون نجس" اِس کے جواب میں آنحضورؐ نے فرمایا کہ یہ نجس جسمانی نہیں بلکہ باطنی

جنس ہے ۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ دراصل روکنا اسلئے تھا تاکہ مساجد میں مشرکوں والی رسومات ادا نہ کی جائیں۔ چنانچہ بعض مفکرین اُمت نے بھی یہی استنباط کیا ہے جیسے حضرت امام ابو حنیفہؒ بھی شامل ہیں۔

سوال: جنوں کی حقیقت کیا ہے؟

جواب: فرمایا کہ جنوں کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے اور ان کے بارہ میں تفصیل بھی ہے۔ حضرت داؤدؑ کے جن ایسے تھے کہ جن کو بیڑیوں میں جکڑا جا سکتا تھا۔ ایسے بھی تھے جو سمندر میں غوطے لگاتے تھے۔ لہٰذا ظاہر ہے کہ وہ ظاہری مادی آگ سے پیدا نہیں کئے گئے بلکہ ناری صفات رکھتے تھے۔ لغت میں کئی قسم کے جنوں کا ذکر آتا ہے اور لغت کے لحاظ سے جنّ اُسے کہتے ہیں جو نگاہ سے چھپے رہتے ہیں۔ بڑے لوگ جو عوام سے چھپے رہتے ہیں وہ جنّ کہلاتے ہیں۔ عورتوں کو بھی جنّ کہا گیا ہے، اُن کے چھپے رہنے کی وجہ سے۔ فرمایا کہ جنوں پر ایمان لانے کا قرآن و حدیث میں کوئی ذکر نہیں۔ وہ ہوں یا نہ ہوں کسی کے ایمان یا عقائد میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

تہذیبی زندگی کا مسئلہ یہ نہیں کہ ایک طاقتور حکمران کو اس کی غلطی پر ٹوک دیں مسئلہ یہ بھی ہے کہ رائے عامہ کے تیز بہاؤ کے خلاف تیرنے کی کوشش بھی کبھی کی جائے۔ لوگ غلط سمت میں جا رہے ہوں تو انہیں تنبیہہ کرنے کی جسارت بھی موجود ہو۔ سارتر (یا سارت)، بہت بڑے مفکر ادیب اور دانشور تھے۔ لیکن مجھے ان کا وہ جواب ایک آنکھ نہ بھایا جو انہوں نے اس سوال کے سلسلے میں کہ سیاست کیوں اُن کا محبوب موضوع بنتی ہے۔ یہ کہہ کر دیا تھا۔ اس لئے کہ پڑھنے والوں کی اکثریت اسے پسند کرتی ہے۔ بات تو وہ کہی جاتے جسے کہنے والا صحیح سمجھتا ہو اور یہ نہیں تو خاموشی تو ایک ایسا نسخہ ہے جسے اکابر نے عام طور پر سب کے لئے تجویز کیا ہے۔

برادرم حنیف رامے۔ ایک دانشور ہیں اور دانشوری کے ساتھ ممتاز سیاستدان بھی، دانشور عام طور پر اظہارِ خیال میں دوسروں کے مقابلے میں زیادہ جری ہوا کرتے ہیں۔ لیکن اسی نسبت سے سیاستدان بات کہتے ہیں تو مصلحت یا ہوشمندی کے ترازو پر تول کر۔ لیکن دانشور حنیف رامے نے پچھلے دنوں جنگ لاہور میں احمدیوں کے بارے میں جو مضمون لکھا ہے اس میں دانشوری کا عنصر انتہائی خوشگوار انداز میں سیاستدانی کے پہلوؤں اور مصلحتوں پر غالب آ گیا ہے۔

احمدی نوجوان چند دنوں سے کلمہ طیّبہ اپنے سینوں پر سجا کر اسلام سے اپنی گہری عقیدت کے اظہار کے لئے عوام میں گھومتے ہیں۔ لیکن پولیس کو یہ بات ناگوار گزری اور اب تک درجنوں احمدی نوجوان اس جرم میں (جی ہاں۔ جرم میں) گرفتار کئے جا چکے ہیں۔ رامے صاحب نے اسی حرکت کے خلاف ملک کے باضمیر حلقوں کی طرف سے احتجاج کیا ہے۔ احمدیوں کی مساجد سے کلمے کی عبارتیں پہلے ہی نوچ دی گئی تھیں۔ اب اُن کے سینوں سے بھی کلمہ کے الفاظ ہٹانے کے لئے پولیس حرکت میں آ گئی ہے۔

اس عبارت کو ذرا پھر پڑھیئے بعض عبادت گاہوں سے کلمے کی عبارت مٹا دی گئی اور بعض لوگوں کو کلمے کے الفاظ اپنے سینے پر لگا دینے کے جرم میں گرفتار کر لیا گیا۔ ذرا فرض کریں کہ آپ یہ اطلاع برازیل میں بیٹھ کر پڑھ رہے ہیں تو پھر آپ کا تاثر کیا ہوگا؟ یعنی آپ کیا سوچیں گے کہ یہ خبر کس ملک سے آ سکتی ہے۔ لازماً آپ کا ذہن فوری طور پر۔ روس یا مشرقی یورپ کے اشتراکی

ملکوں اور یا اسرائیل کی طرف جائے گا۔ جہاں کچھ پُرجوش اشتراکی یا انتقامی جذبہ رکھنے والے یہودی یہ حرکت کر سکتے ہیں ورنہ اور کسی ملک سے تو آپ یہ توقع کرنے سے رہے کہ کلمے کے ساتھ یہ سلوک ممکن ہو سکے گا۔ لیکن قیاس کن زگلستانِ من بہارِ مرا۔ کہ کلمے سے یہ محبت میرے اور آپ کے ملک میں ہی قابلِ اعتراض قرار دی جا سکتی ہے۔ یہ تو کبھی خواب میں بھی نہ سوچا تھا کہ ایسا ممکن ہو گا لیکن ایسا ممکن ہو رہا ہے۔ تاریخ کبھی ٹیڑھے راستے سے بھی سفر کیا کرتی ہے۔

سوال یہ ہے کہ کیا کلمہ کو اپنے سینے پر یا اپنی عبادت گاہ پر چسپاں کرنا گناہ ہے؟ آپ یہ جواب نہ دیں کہ احمدی کافر ہیں۔ اس لئے انہیں اس بات کی اجازت نہیں دی جا سکتی کہ کلمے کا اس طرح استعمال کریں۔ اس لئے کہ آپ کے اس جواب پر، پھر یہ سوال پیدا ہو گا کہ کیا کسی کافر کا کلمے کو اپنی عبادت گاہ یا سینے پر چسپاں کرنا قابلِ گرفت اقدام ہے یعنی کیا اسلام کی پوری تاریخ میں کبھی ایسا ہوا ہے کہ کسی غیر مسلم کو کلمے سے محبت کرنے سے منع کیا گیا ہو۔ کوئی معمول سے زیادہ بیوقوف شخص بھی اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ احمدی نوجوان کلمے سے محبت اور عقیدت کے اظہار کے لئے یہ سب کچھ کر رہے ہیں اور صورتِ حال جب یہ ہے تو یہ کتنی عجیب اور حیرت انگیز بات پیدا ہوتی کہ پاکستان کے مسلم معاشرے میں کلمے سے محبت کا اظہار جرم قرار دیا گیا۔ ناطقہ سر بگریباں کہ اسے کیا کہئے۔ یہ دو عملی تو ملاحظہ ہو کہ ایک طرف تو ہمارے معاشرے کی ایک جماعت نے اپنی سرگرمیوں کا ماحصل ہی یہ قرار دے رکھا ہے کہ لوگوں کو کلمہ سکھا دے اور دوسری طرف ان نوجوانوں کی گرفتاریاں جاری ہیں جو کلمے سے غیر معمولی عقیدت اور محبت کے اظہار کے لئے اسے سینوں پر چسپاں کر لیتے ہیں پھر یہاں ایک اور سوال بھی ہماری مذہبی سوچ کو حرکت میں لاتا ہے کہ جو شخص اپنے مسلمان ہونے پر مصر ہو اور کلمے سے عقیدت کے اظہار پر جیل تک جانے پر آمادہ ہو اُسے غیر مسلم قرار دینے کا کیا جواز پیدا ہو گا؟ تاریخ اسلام کے قرن اول میں کسی اس شخص کو جو صرف کلمہ گو ہی نہ ہو بلکہ کلمے سے شدید عقیدت کا اظہار بھی کر رہا ہو اور اس کے لئے قربانی تک کو دینے کو تیار ہو دے رہا ہو۔ کسی نے غیر مسلم قرار دیا ہے۔ ہاں اُسے منافق ضرور کہا جا سکتا ہے لیکن کیا کسی منافق کو اکابرِ اسلام نے کلمہ پڑھنے سے روکا ہے؟ ——— ان سوالات کا جواب کوئی اثبات میں نہیں دے سکتا اور صورت جب یہ ہو تو کلمے سے عقیدت کے اظہار پر کسی کو مستوجب دار قرار دینا اسلام کی وہ تعبیر ہو گی جو اسلام کے مزاج اور تاریخِ اسلام کے متین اور واضح رجحان سے کبھی کوئی لگا نہیں کھا سکے گی۔ یہ تو فی الواقع ایک ایسی موشگافی ہو گی جسے صرف گستاخانہ ہی قرار دیا جا سکتا ہے۔ چلئے مان لیجئے کہ احمدی غیر مسلم اقلیت ہیں لیکن اقلیت بن جانے کے بعد اسلامی رُو سے سیاسی و اخلاقی اعتبار سے کچھ ایسے حقوق کے مستحق تو یقیناً ہو جاتے ہیں جن سے کوئی حکومت انہیں محروم نہیں کر سکتی خاص طور پر عقیدے کے معاملے میں ان پر جبر کوئی نہیں کر سکتا۔ انہیں کلمے سے عقیدت ہے اس عقیدت کے اظہار سے وہ انہیں کیسے محروم کر سکے گا کلمے سے تو مسلمان بھی عقیدت و محبت رکھتے ہیں لہٰذا کوئی یہ کیسے کہہ دیگا کہ اس اظہارِ عقیدت سے کسی کے جذبات مجروح ہو رہے ہیں تو پھر تو پھر وہ ان عزیز کلمے سے عقیدت کے اظہار کی یہ تحریک قانون کس قاعدے سے لائق سزا قرار پائے گی۔ کہئے اس محوبہ کاری کا کسی نہج بھی کوئی جواز مہیا ہوتا ہے۔ احمدی غیر مسلم ہیں! آپ نے یہ بات تحریک پاکستان کے وقت کہہ دی تھی یا نہیں آپ یہ جواب دیں گے کہ یہ بات اُسی وقت کھل کے کہی جا چکی تھی اور آپ کا یہ جواب صحیح بھی ہو گا لیکن اور یہ لیکن بنیادی اہمیت کی حامل ہے کہ آپ جنہوں نے یہ بات کہہ دی تھی۔ تحریک پاکستان میں شامل نہیں تھے۔ خود تحریک پاکستان اور اس کے نظریاتی محافظ یعنی قائداعظم محمد علی جناح نے آپ کے اس موقف کو واضح طور پر مسترد کر دیا تھا۔ قائداعظم نے پاکستان کی تحریک کے لئے کلمہ گویوں کو دعوت دی تھی اور انہوں نے احمدیوں کو کافر قرار دینے کے مطالبے کو سختی کے ساتھ مسترد کر دیا تھا۔ پھر بات اس نقطے پر آ کر نہیں رکتی۔ پاکستان کے بانی نے تو طے شدہ غیر مسلموں کو مسلمانوں کے بالکل مساوی حقوق دینے کا ڈنکے کی چوٹ پر اعلان بھی کیا تھا۔ یہ بات تو البتہ منطقی تسلسل رکھتی ہے کہ جو لوگ قائداعظم اور تحریک پاکستان کے مخالف تھے وہ پاکستان کے باشندے ہونے کے باوجود قائداعظم کے نعروں اور تحریکِ پاکستان کی نفی کرتے ہیں بلاشبہ

ایک آزاد ملک کا شہری ہونے کے ناطے یہ ان کا حق ہے اور ان سطور کا لکھنے والا اُن کے حق کو تسلیم کرتا ہے بلکہ والٹیئر کی طرح جس نے روسو کو لکھا تھا کہ جناب والا میرے نظریے آپ کے نظریوں سے ٹکراتے ہیں لیکن میں آپ کے اس حق کے لئے کہ آپ مجھ سے اختلاف کرتے ہیں۔ برابر آپ کی طرف سے لڑتا رہوں گا۔ میں ان حضرات کا حق بھی مانتا ہوں جو پہلے بھی قائد اعظم کے مخالف تھے اور آج بھی اُن کے نظریوں کی مخالفت کرتے ہیں۔ لیکن انہیں بھی اُن احمدیوں کا حق ماننا چاہیئے۔ جو تحریک پاکستان میں قائداعظم کے ساتھ تھے اور آج بھی قائداعظم کے اصولوں کو جمہوریت اور اخلاقی اقدار کے عین مطابق سمجھ کر اُن پر عمل کرنے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

بانیٔ پاکستان ۔ ایک غیر فرقہ وارانہ ریاست بنانے کا بار بار اعلان کرتے رہے۔ انہوں نے قیام پاکستان کے بعد علی الاعلان کہا تھا کہ دین انفرادی مسئلہ ہے اور ریاست کا چلانا اجتماعی ذمہ داری ہے اسلئے اسٹیٹ کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کسی ایک عقیدے کو کسی دوسرے فرقے پر حکومتی طاقت کے ذریعے تھوپ دے۔ دین، موعظت حسنہ سے پھیلتا ہے اور حکومت اپنا آخری جواز طاقت سے حاصل کرتی ہے اسلئے دین کو طاقت کے ذریعے پھیلانے کا تصور جوہری طور پر دین کے تبلیغی طور پر پھیلنے کے اساسی تصور کی ضد ہے دین کو طاقت تخویف مختلف گروہوں اور اقلیتوں کے حقوق چھیننے کی دھمکی کے ذریعے پھیلانے کی سعی۔ دین کے پاکیزہ تصور کی توہین ہے اور اُن مقدس ہستیوں کی جناب میں گستاخی جنہوں نے بے پناہ جسمانی مشقتیں اٹھا کر تہذیب اور شرافت کی قدروں کو بربریت نواز معاشروں میں پھیلایا تھا۔

اور اسلام ۔! اسلام کے ساتھ یہ کتنا بڑا ظلم ہے کہ اُس کو طاقت کے ترازو میں تولا جائے۔ اسلام یا اس کی کسی خاص تشریح کو قوت اور تخویف یا کسی اقلیت کے بنیادی حقوق چھیننے کے قوانین بنا کر کم تعداد لوگوں کو اس تشریح کے ماننے پر مجبور کرنا اسلام کی توہین ہے۔

احمدیوں کے ساتھ جو سلوک کیا گیا اور کیا جا رہا ہے۔ ہمیں ٹھنڈے دل سے سوچنا چاہیئے۔ کہ وہ اسلام کے بنیادی تصور شرافت و اخلاق کے اساسی نظریوں، قائداعظم اور تحریک پاکستان کے جوہری تصورات اور وعدوں کی کھلی نفی کی حیثیت رکھتا ہے۔

اور جب تک یہ طرز عمل جاری رہے گا ہم اسلام کے آفاقی نظریوں مہذب دنیا کے اخلاقی تصورات اور اپنے ضمیر کے سامنے شرمندہ رہیں گے وقت آ گیا ہے کہ ہم ان غیر منصفانہ قوانین کو ختم کریں۔ جو احمدی اقلیت کے خلاف بنائے گئے ہیں۔ اور جو دین کے پاکیزہ تصور کی ضد اور خاتم النبیینؐ رحمت للعالمینؐ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشن اور سنت کو سبوتاژ کر دینے کی حیثیت رکھتے ہیں۔

ہم نے ایک ایسے پاکستان کے لئے جدوجہد کی تھی۔ ایک ایسے معاشرے کے قیام کے لئے قربانیاں دی تھیں جہاں ہر شہری کو ہر دوسرے شہری کے برابر حقوق و مراعات حاصل ہوں گی اور ذات، عقیدہ، نسل اور صنف کے امتیاز کے بغیر یکساں درجے کا شہری خیال کیا جائیگا یہی اسلام کا منشور بھی ہے اور یہی اصول اقوام متحدہ کے منشور میں بھی اپنایا گیا ہے اور ہم نے ان دونوں منشوروں پر بطور قوم دستخط کئے ہیں لیکن اب اس شومئی قسمت کو کیا کیجئے کہ آج ہم ان دونوں منشوروں کو باقاعدہ قوانین بنا کر توڑنے کی جرأت کر رہے ہیں اور وہ سارے وعدے سارے اعلانات بھلا بیٹھے ہیں۔ جو پاکستان کے بانی نے ایک بار نہیں بار بار کئے تھے اور جو اُن لوگوں کے لئے تو لازماً قابل تقلید ہونے چاہئیں۔ جو قائداعظم سے محبت اور اُن کے اصولوں پر چلنے کی قسمیں کھایا کرتے ہیں۔ یاد رکھیئے تاریخ نے سنگین گناہوں کو معاف کرنے کی عادت ابھی تک نہیں ڈالی۔ مظالم یعنی کائنات کے دروبست کو بگاڑنے کی غلطی اپنا خطرناک ردعمل ضرور پیدا کرتی ہے۔ لہٰذا اعلیٰ اخلاقی قدروں کے احترام میں نہ سہی محض پریگمیٹک تقاضوں کے خیال ہی سے سہی اُن حقوق شکنیوں اور زیادتیوں کو بند ہو جانا چاہیئے۔ جن کا نشانہ احمدی اقلیت بنی ہوئی ہے اور اُن قوانین کو ختم ہو جانا چاہیئے جو اُن کے حقوق چھیننے کے لئے بنائے گئے ہیں۔

ورنہ... ورنہ ان معصوم کلیوں کی آہوں کی تیز حرارت سے کوئی محفوظ نہ رہ سکے گا۔ جن کے نگہبانوں کو جیلوں میں ٹھونس دیا گیا ہے۔ اور وہ بے گناہ نان شبینہ کو محتاج ہو کر رہ گئے ہیں۔ افسوس! ہمارے آئیڈیل کو اس شرمناک انداز میں ذبح کر دیا جائے گا یہ تو کبھی سوچا بھی نہ تھا۔ تفو بر تو اے چرخ گردان تفو۔

جلسہ بانیانِ مذاہب عالم

منعقدہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۸۵ء بمقام نیویارک

(انعام الحق کوثر)

موضوع: انسانی بنیادی حقوق

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مورخہ ۱۳ اکتوبر کو نیویارک شہر کے ہوٹل ہالی ڈے اِن لگوارڈیا میں "جلسہ بانیان مذاہب" منعقد کیا گیا جو GREAD CENTERAL ہائی وے پر واقع ہے۔

اس جلسہ کے کامیاب انعقاد کے لئے متعدد میٹنگز ہوئیں۔ جملہ احباب جماعت ہائے نارتھ ایسٹ ریجن کی خدمت میں فرداً فرداً خط لکھا گیا جس میں انہیں پروگرام کی تفصیل بھجوائی گئی اور تاکید کی گئی کہ وہ اپنے ساتھ مہمان دوستوں کو کثرت سے لائیں اس کے علاوہ احباب جماعت کے سپرد علیحدہ علیحدہ ڈیوٹیاں کی گئیں۔ چنانچہ مکرم عبدالسلام صاحب حمید نے "میڈیا" کے ساتھ رابطہ کیا۔ ٹی وی پروگرام "ویژن آف ایشیا" میں اس اجلاس کا اعلان ہوا۔ اسیطرح ریڈیو سٹیشن پر اس کا اعلان ہوا۔ نیز ۱۳۰۰ AM پر WZBI ریڈیو سٹیشن نے اس اجلاس کا اعلان متعدد بار کیا۔

محترمہ بہن خلت اللہ دین صاحبہ اور بہن زکیہ محمود صاحبہ نے یونیورسٹیوں کے پروفیسرز اور لیکچرار صاحبان سے رابطہ کیا اور دعوت نامے بھجوائے

مکرم ظفر ملک صاحب نے متعدد اخبارات کے ایڈیٹر صاحبان۔ ٹی وی اور ریڈیو سٹیشنز کے ڈائرکٹر صاحبان سے رابطہ کیا۔ اور پروگرام کی تفصیل بتائی۔

مکرم طاہر حمید صاحب نے اپنی ڈیوٹی کے مطابق متعدد طالب علموں سے رابطہ کیا اور انہیں شمولیت کی دعوت دی۔

مکرم نذیر احمد صاحب ایاز پریذیڈنٹ نیویارک جماعت نے (۷۱۳) اہم شخصیات نیز نمائندگان اقوام متحدہ کو دعوت نامے بھیجے اور خطوط لکھے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ان کی طرف سے خطوط موصول ہوئے۔ نیز اجلاس کے مقررین کا انتظام رابطہ اور ان کی شمولیت کا انتظام بڑے احسن طور پر کیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ اجلاس بہت کامیاب رہا۔ مجموعی حاضری اڑھائی صد سے زائد تھی۔ ستر کے قریب غیر مسلم و غیر احمدی احباب اس میں شامل ہوئے۔ اس اجلاس میں کانیویارک میں کانگرس کے نمائندہ بھی شامل ہوئے۔ ایک عیسائی بسپ پروفیسر صاحبان، سٹوڈنٹس اور دیگر غیر مسلم افراد تشریف لائے۔ جماعت احمدیہ باسٹن کے احباب بڑی کثرت سے شامل ہوئے۔ نیز فلاڈلفیا، نیوجرسی ولنگ بورو اور راچسٹر جماعت کے احباب بھی اس میں شامل ہوئے۔

اس جلسہ میں جملہ تقاریر کا موضوع "انسانی بنیادی حقوق تھا" اور ہر مذہب کے نمائندہ نے اپنے اپنے مذہب کی تعلیمات کی رو سے ان بنیادی انسانی حقوق کو بیان کرنا تھا۔ اس اجلاس میں، ہندو، بدھ، عیسائی، یہودی اور اسلام کے نمائندگان نے تقاریر کرنا تھیں۔

پروگرام کے مطابق اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم عابد حنیف صاحب پریذیڈنٹ باسٹن جماعت نے کی۔ اور ترجمہ و تفسیر بھی بیان کی۔ اس کے بعد مکرم مظفر احمد صاحب ظفر نیشنل پریذیڈنٹ جماعت امریکہ نے اجلاس کے انعقاد اور پروفیسر لوئس ہامن (جنہوں نے جلسہ کی MODERATOR کے فرائض انجام دینا تھے) کا تفصیلی تعارف کرایا۔ اور اس کے بعد اجلاس کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ اور سب سے پہلے کانگریس مین کے نمائندہ نے دس منٹ تک حاضرین سے خطاب کیا۔ بعد ازاں ہندو مذہب کے نمائندہ مسٹر نا ئیڈو نے جو نیویارک ہندو ٹمپل کے صدر ہیں تقریر کی۔ اس کے بعد بدھ مذہب کے نمائندہ RP نے جو بدھ وہار اکے چیف مونک ہیں خطاب کیا۔ اس کے بعد جیوریز کے نمائندہ پروفیسر نے تقریر کی۔ اور بعد ازاں عیسائی نمائندہ پادری نے تقریر کی۔ اس کے بعد مکرم و محترم شیخ مبارک احمد صاحب امیر و مبلغ انچارج امریکہ نے حاضرین سے نصف گھنٹہ تک

کے موضوع پر خطاب کیا۔ آپ کی تقریر موثر دلچسپ اور مدلل تھی سامعین نے توجہ اور محویت کے ساتھ تقریر کو سُنا۔ آپ نے وضاحت سے بیان کیا کہ اسلام نے کس طرح اشرف المخلوقات کے حقوق نہ صرف بیان کئے بلکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے انسانی حقوق کو قائم کر دیا۔ اور رحمۃ للعالمین کے ذریعہ شرف انسانی کو ایک مرتبہ پھر حقیقی انداز میں کامل طور پر قائم کر دیا گیا۔ اجلاس کے اختتام پر کثیر احباب نے اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا۔ مکرم پروفیسر لوئس ہامن ہر تقریر کے بعد اس پر تبصرہ کرتے جس کی سامعین کی دلچسپی بڑھ جاتی۔

اجلاس کے اختتام سے قبل پروفیسر لوئس ہامن نے بڑے اچھے انداز میں جماعت احمدیہ سے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا اور جلسہ کے کامیاب انعقاد پر مبارکباد دی۔

اس کے بعد مکرم مظفر احمد صاحب ظفر نیشنل پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ امریکہ نے جملہ مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور اس کے بعد اجلاس کا اختتام اجتماعی دعا کے ساتھ ہوا۔ جو مکرم و محترم شیخ مبارک احمد صاحب مبلغ انچارج و امیر جماعت ہائے احمدیہ امریکہ نے کرائی۔ اس کے جملہ مہمانوں کی تواضع کی گئی۔ اور ان کی خدمت میں جماعت احمدیہ سے متعلق لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ مقررین کی خدمت میں کتب کا سیٹ بطور تحفہ پیش

کیا گیا۔ اس موقع پر ساڑھے تین صد سے زائد کا پیاں لٹریچر کی تقسیم کی گئیں۔
اجلاس کے بعد جملہ احباب جماعت مہمانوں سے ملے، باہمی تعارف اور گفتگو کا موقع ملا۔ مہمانوں نے پروگرام کی پسندیدگی سے متعلق بڑی کثرت سے اظہار کیا اس کے طریقۂ کار اور انداز کو بہت سراہا۔

اس اجلاس کے انتظامات کے سلسلہ میں خدام الاحمدیہ نیویارک نے بڑی مستعدی سے جملہ مفوضہ امور سرانجام دیئے۔ اسیطرح لجنہ نیویارک نے بھی مہمان مستورات کے استقبال، تعارف اور تبلیغ میں خاطر خواہ سعی و کوشش کی۔ جماعت کے کثیر احباب نے اس کے کامیاب انعقاد کے لئے بڑی کوشش و سعی کی مکرم و محترم شیخ مبارک احمد صاحب امیر و مبلغ انچارج کی نگرانی، ہدایات اور ذاتی توجہ کی بناء پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ اجلاس بہت کامیاب رہا۔ اللہ تعالیٰ سب احباب کو بہترین جزاء عطا فرمائے اپنے فضلوں سے نوازے۔

گزٹ کے اس صفحے کی تصاویر کا تعلق النور کے آخری مضمون سے ہے۔

RELIGIOUS FOUONDERS DAY

The All Religions' Founders Day was held at the Holiday Inn, Laguardia, Queens, New York on Sunday, October 13, 1985. A report on this function was printed in the November issue of the Ahmadiyya Gazette (See page 7, Nov. Issue)

Here are some pictures of the various speakers on this occassion. The speakers were from the Hindu religion, the Buddhist religion, the Christian religion, the Jewish religion, in addition to two speakers from our Jamaat— Sheikh Mubarak Ahmad, the Amir and Missionary Incharge, and Muzaffar Ahmad Zafr, the National President.